سوال

(720) ٹیچر وغیرہ کے احترام میں کھڑے ہونا؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیانِ عظام درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ :

ا۔ آج کل تقریباً تمام اسکولوں میںیہ روایت پایا جاتا ہے کہ جب کوئی ٹیچر کسی کلاس میں جاتا ہے تو سب بچے اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جب تک استاد کرسی پر نہ بیٹھے یا بچوں کو نیچے بیٹھنے کا حکم نہ دے پوری کلاس کھڑی رہتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی عالم دین کسی کے پاس ملاقات کے لیے جاتا ہے تو وہ لوگ بھی اپنی جگہ پر کھڑے ہو جاتے ہیں، جب تک وہ نہ بیٹھے کھڑے رہتے ہیں۔ اور اسی طرح اسکولوں میں جب ہمارا قومی ترانہ گایا جاتا ہے تو اساتذہ سمیت تمام طلباء سجدہ کی جگہ نظریں جمائے کھڑے رہتے ہیں، تو کیا یہ قیام کتاب و سنت کی روشنی میں جائز ہے یا حرام؟ مدلل و مفصل تحریر فرمائیں۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

مسئلہ ہذا میں اہل علم کا سخت اختلاف ہے۔ ایک گروہ اساتذہ کرام اور بڑے بزرگوں وغیرہ کے لیے بطورِ احترام کھڑے ہونے کا قائل ہے۔ ان میں سے امام نووی اور غزالی رحمہ اللہ وغیرہ ہیں۔ ان کا استدلال

فرمانِ نبوی ﷺ ' قُومُوا اِلٰی سَیِّدِکُم ' (صحیح البخاری ، باب اِذَا نَزَلَ العَدُوُّ عَلٰی حُکمِ رَجُلٍ ، رقم : ۳۰۴۳، سنن ابی داؤد، رقم : ۵۲۱۵،۵۲۱۶) سے ہے۔ ابن بطال شارح بخاری نے کہا ہے :

' فِی ہٰذَا الحَدِیثِ أَمرُ الاِمَامِ الأَعظَمِ بِاِکرَامِ الکَبِیرِ مِنَ المُسلِمِینَ وَمَشرُوعِیَّۃُ اِکرَامِ أَہلِ الفَضلِ فِی مَجلِسِ الاِمَامِ الأَعظَمِ وَالقِیَامُ فِیہِ لِغَیرِہٖ مِن أَصحَابِہٖ وَاِلزَامُ النَّاسِ کَافَّۃً بِالقِیَامِ اِلَی الکَبِیرِ مِنہُم ۔ ' (فتح الباری : ۴۹/۱۱)

اور جو لوگ منع کے قائل ہیں ان کا استدلال ابوامامہ کی روایت سے ہے کہ آپ ﷺ عصا پر ٹیک لگائے نکلے۔ ہم آپ ﷺ کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا : عجمیوں کی طرح ایک دوسرے کے لیے کھڑے مت ہوں۔ امام طبری رحمہ اللہ نے اس حدیث کا جواب دیا ہے کہ اس کی سند میں اضطراب ہے۔ اور اس میں راوی غیر معروف ہیں۔ اور اسی طرح ان کا استدلال آپ کے اس ارشاد سے ہے :

' مَن أَحَبَّ أَن یَّتَمَثَّلَ لَہٗ بَنُو آدَمَ قِیَامًا وَجَبَت لَہُ النَّارُ ' (المعجم الکبیر للطبرانی، رقم : ۸۵۲، سنن الترمذی، بَابُ مَا جَاءَ فِی کَرَاہِیَۃِ قِیَامِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ، رقم :۲۷۵۵)

امام طبری رحمہ اللہ نے اس کا جواب یوں دیا ہے : ''اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کھڑا ہونے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اکرام کے لیے اس میں نہی کا ذکر نہیں۔''

اور ابن قتیبہ نے جواب یوں دیا : ''اس سے مراد سر پر کھڑے رہنا ہے۔ جس طرح کہ عجمی شاہان کی عادت تھی اور ابن بطال نے جواز کے لیے نسائی کی روایت سے استدلال کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آتے دیکھ کر خوش آمدید کہتے پھر کھڑے ہو کر اس کا بوسہ لیتے پھر ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ بٹھا لیتے۔''

یہ روایت ترمذی، اور ابوداؤد وغیرہ میں بھی ہے اور قصہ توبہ کعب بن مالک میں ہے :

'فَقَامَ اِلَیَّ طَلْحَۃُ بْنُ عُبَیْدِاللّٰہِ یُہَرْوِلُ' (صحیح البخاری، بَابُ حَدِیثِ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ...الخ، رقم :۴۴۱۸، سنن ابی داوٗد، بَابٌ فِي إِعْطَاءِ الْبَشِيرِ، رقم :۲۷۷۳)

''یعنی طلحہ بن عبید اللہ میری طرف دوڑتے ہوئے آئے۔''

اس طرح کے بہت سارے دلائل جانبین سے دیے جاتے ہیں۔ ابن الحاج نے ''المدخل'' میں امام نووی رحمہ اللہ کے جملہ مستندات کے جوابات دینے کی سعی کی ہے۔ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' میں سوال و جواب کی طویل بحث کی ہے جو ایک محقق کے لیے بے حد مفید ہے۔

اختتام بحث پر امام غزالی کے نظریہ کو پسند فرمایا :

'اَلْقِیَامُ عَلٰی سَبِیلِ الْاِعْظَامِ مَکْرُوہٌ وَعَلٰی سَبِیلِ الْاِکْرَامِ لَایکرہ' (۵۴/۱۱)

'کسی کی بڑائی کے لیے کھڑا ہونا مکروہ اور عزت و احترام کی خاطر کھڑا ہونا جائز ہے۔''

وھٰذَا تَفْصِیلٌ حَسَنٌ یہ اچھی وضاحت ہے۔

فی الواقع دونوں طرف روایات موجود ہیں۔ جواز کے اعتقاد کے باوجود احتیاط اس میں ہے کہ بطورِ اکرام کھڑا نہ ہو اس لیے کہ عام حالات میں صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ بسا اوقات آپ نے منع بھی فرمایا سوال میں مرقوم پہلی دونوں صورتیں تو قطع نظر احترام کے محض ایک عادت مستمرہ معلوم ہوتی ہیں۔ کتاب و سنت یا سلف صالحین کے عمل سے اس کی مثال ملنی مشکل ہے لہٰذا اس سے احتراز کرنا چاہیے۔ اور قومی ترانہ کے احترام میں کھڑا ہونا تو قطعاً بدعت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

'مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ہٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَرَدٌّ' (صحیح البخاری، بَابُ إِذَا اصْطَلَحُوا عَلَی صُلْحِ جَوْرٍ فَالصُّلْحُ مَرْدُودٌ، رقم :۲۶۹۷)

''یعنی جو دین میں اضافہ کرے وہ مردود ہے۔''

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

جلد :3، کتاب اللباس : صفحہ :510